



ای اسکی حقیقت

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد سعید احمد اسعد

ناشر: پاکستان سنی اتحاد

مرکزی دفتر: جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد فونٹ ۶۱۱۴۹۴

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں



نام کتاب _____
 مصنف _____
 تعداد _____
 ناشر _____
 قیمت _____

ملنے کے پتے

مرکزی دفتر جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد
 بخاری کتب خانہ صابری مسجد ڈگلز پورہ گلی نمبر ۱ فیصل آباد
 مکتبہ سلطانہ محمد پورہ فیصل آباد،
 مکتبہ صبح نور ستیانہ روڈ پیلیز کالونی فیصل آباد

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم۔۔۔ و علی الہ
و اصحابہ اجمعین۔۔۔ اما بعد

چند لوگ آج کل خوف خدا سے عاری ہو کر بھولے بھالے مسلمانوں پر بے
دریغ شرک کا فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ حالانکہ شرک اور اسلام دو متضاد حقیقتیں ہیں،
اسلام تو آیا ہی شرک کی جڑیں کاٹنے کے لئے ہے۔ جس طرح شرک بہت بڑا ظلم
ہے اسی طرح کسی مسلمان کو مشرک سمجھ لینا بھی انتہائی ظلم ہے۔
نبی مکرم شفیع معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا

ان مما اخاف علیکم رجل قرا القرآن حتی اذا رویت بهجتہ
علیہ وکان ردائہ الاسلام اعتراہ الی ماشاء اللہ انسلخ منه و
نبذہ وراء ظہرہ و سعی علی جارہ بالسیف ورماہ بالشرک قال
قلت یا نبی اللہ ایہما اولی بالشرک المرمی او الرامی؟ قال
"بل الرامی" هذا اسناد جید

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۶۵ مطبوعہ امجد اکیڈمی لاہور)
ترجمہ:- بیشک مجھے تم پر ایسے شخص کا خوف ہے جو قرآن اتنا پڑھے گا کہ اس
کے چہرہ پر اس کی رونق بھی نظر آنے لگی۔ اس کا اور ڈھنا بھونا اسلام بن جائے گا۔
جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا یہ چیز اس کو لاحق رہے گی۔ پھر اس شخص سے وہ
حالت چھن جائے گی وہ ان تمام چیزوں کو پس پشت ڈال کر اپنے پڑوسیوں پر
شرک کا فتویٰ صادر کر کے ہتھیار پکڑ کر حملہ آور ہو گا۔ راوی حدیث حضرت حذیفہ
بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ جس
پر شرک کا فتویٰ تہمت لگے گی وہ شرک کا حق دار ہو گا یا کہ شرک کا فتویٰ صادر
کرنے والا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا بلکہ شرک کا فتویٰ لگانے والا۔ اس

حدیث کی سند جید ہے۔

محمد اللہ مندرجہ بالا حدیث نے بھی ثابت کر دیا کہ آج بات بات پر ہم اہل سنت و جماعت کو مشرک کہنے والے حق پر نہیں۔ جو فتویٰ ہم لوگوں کے لئے تیار کیا گیا ہے وہ ہم پر فٹ بیٹھنے کی بجائے حدیث پاک کی روشنی میں خود فتویٰ صادر کرنے والوں پر پلٹ کر لاحق ہو جاتا ہے۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ شرک کا معنی قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کر دیں تاکہ سلیم الطبع حضرات راہنمائی حاصل کر سکیں۔

شرک کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) شرک فی العبادات۔ (۲) شرک فی الذات۔ (۳) شرک فی الصفات۔

شرک فی العبادات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو مستحق عبادت تسلیم کر لیا جائے۔ شرک فی الذات یہ ہے کہ کسی کی ذات کو اللہ جیسا سمجھنا۔ شرک فی الصفات یہ ہے کہ کسی میں اللہ تعالیٰ جیسی کوئی صفت ماننا۔

شرک فی العبادت سے روکتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا۔ (پ ۱۶۔ الکہف ۱۱)

ترجمہ :- تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ۔ (پارہ ۱۵۔ بنی اسرائیل ۲۳)

ترجمہ :- اور آپ کے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت مت کرو۔

شُرک فی الذات والصفات کی نفی کے لئے ارشاد ہوا۔

ولم یکن له کفوا احد۔ (پارہ ۳۰۔ الاخلاص ص ۲)

جب خداوند قدوس مشرکوں اور ان کے معبودوں یعنی بتوں کو جہنم میں اوندھا دے گا اس وقت مشرک ان بتوں سے کہیں گے۔

قالہ ان کنا لفی ضلال مبین O اذنسویکم رب العالمین۔ (پارہ ۱۹۔ الشعراء ۹۷، ۹۸)

ترجمہ:- خدا کی قسم بے شک ہم کھلی گمراہی میں تھے۔ جب تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔

معلوم ہوا شرک فی العبادت بھی بہت بڑا جرم ہے اور شرک فی الذات والصفات بھی۔

خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے۔

ان الشرک لظلم عظیم۔ (پارہ ۲۱۔ لقمان ۱۳)

ترجمہ:- بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

خدا کی قسم ہم نہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ نہ ہی اس کی ذات و صفات میں۔

ہم یہاں مناسب سمجھتے ہیں کہ عبادت کا معنی بھی عرض کر دیں تاکہ قلوب و اذہان شکوک و شبہات سے پاک ہو جائیں۔ امام بغوی نے عبادت کا یہ معنی بیان کیا ہے۔ "العبادة الطاعة مع التذلل والخضوع" عاجزی اور انکساری کے ساتھ کسی کی

اطاعت کا نام عبادت ہے۔ (معالم التنزیل صفحہ ۲۲ جلد ۱)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں "العبادة اعلیٰ مراتب الخضوع" عاجزی کے اعلیٰ مراتب

کو عبادت کہتے ہیں۔ (روح المعانی ص ۸۶ ج ۱ مطبوعہ ملتان)

قاضی بیضاوی فرماتے ہیں "العبادة اقصى غاية التذلل والعجزى و انكسارى كى انتباه كو عبادت كھتے ہيں۔ (بيضاوى ج ۱ ص ۹ مطبوعه مصر)
 ابو حيان اندلسى فرماتے ہيں "العبادة التذلل" عاجزى كا نام عبادت ہے۔
 (البحر المحيط ص ۱۲۳ ج ۱)

اسى طرح اكثر و بيشتر مفسرين نے يہى معنى كيا ہے كہ "كسى كے سامنے اتھانائى عاجزى كا اظہار كرنا" عبادت كھلاتا ہے۔ ليكن مندرجہ ذيل وجوہات كى بناء پر يہ معنى مراد لينے سے دل كو اطمينان نہيں ہوتا۔

۱۔ صحابہ كرام رضوان اللہ عليہم اجمعين نے نبى اكرم ﷺ كے لئے عاجزى كى انتہا كر دى تھى۔ كہ اس سے آگے عاجزى و انكسارى كا تصور بھى مشكل ہے۔ نبى كريم ﷺ كے ساتھ صحابہ كرامؓ كے اس تعلق كا اندازہ مندرجہ ذيل واقعہ سے بھى كيا جاسكتا ہے۔ جس كو ايك وہابى عالم صفى الرحمان صاحب مبارك پورى نے بھى نقل كيا ہے۔

"اس كے بعد عروہ نبى ﷺ كے ساتھ صحابہ كرام كے تعلق خاطر كا منظر ديكنے لگا پھر اپنے رفقاء كے پاس واپس آيا اور بولا! اے قوم بخدا ميں قيصر و كسرىٰ اور نجاشى جيسے بادشاہوں كے پاس جا چكا ہوں۔ بخدا ميں نے كسى بادشاہ كو نہيں ديكا كہ اس كے ساتھى اس كى اتنى تعظيم كرتے ہوں۔ جتنى محمد ﷺ كے ساتھى محمد ﷺ كى تعظيم كرتے ہيں۔ خدا كى قسم! وہ كھنكار بھى تھوكتے تھے تو كسى نہ كسى آدمى كے ہاتھ پر پڑنا تھا اور وہ شخص اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل ليتا تھا اور جب وہ كوئى حكم ديتے تھے تو اس كى بجا آدمى كے لئے سب دوڑ پڑتے تھے اور جب وضو كرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا كہ اس كے وضو كے پانى كے لئے لوگ لڑ پڑيں

گے اور جب کوئی بات بولتے تھے تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے تھے اور فرط تعظیم کے سبب انہیں بھرپور نظر سے نہ دیکھتے تھے۔ (الرحیق المختوم ص ۵۴۰ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور)

۲۔ نماز میں حالت قیام میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا بھی عبادت ہے اور رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہونا بھی عبادت ہے اور صحابہ کرامؓ کا نبی اکرم ﷺ کے لئے عاجزی کی انتہاء کا ظاہر کرنا تعظیم تو ہے لیکن عبادت نہیں اور یہ بدیہی بات ہے کہ کسی کے کھٹکار کو اپنے چہرہ پر ملنے میں عاجزی کا اظہار زیادہ ہے اور صرف ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے میں عاجزی نسبتاً کم۔

۳۔ نماز میں قیام بھی عبادت ہے، رکوع، سجدہ بھی اور دوزانو بیٹھنا بھی۔ ان تمام حالتوں میں اللہ کے لئے عاجزی کا اظہار تو ہے لیکن ان تمام کی نسبت سجدہ میں عاجزی زیادہ ہے اگر عبادت کا معنی عاجزی کی انتہاء کیا جائے تو نہ قیام عبادت بنے گا نہ رکوع اور بوقت تشهد دوزانو بیٹھنا۔

۴۔ مشرکین مکہ بتوں کی عبادت کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے تھے۔

مانعبدہم الا ليقربونا الى الله زلفی۔ (پارہ ۲۳ الزمر ۳) ترجمہ:- ہم تو انہیں صرف اس لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے نزدیک کریں۔ اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ اپنے "بتوں" کے لئے عاجزی تو کرتے تھے۔ لیکن "عاجزی کی انتہاء" بتوں کی بجائے اللہ تعالیٰ کے لئے تھی۔

ثابت ہوا کہ عبادت کا معنی اقصیٰ غایتہ الخضوع کرنے میں کافی مشکلات حائل ہیں۔ تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ "محض عاجزی و انکساری کا نام" عبادت نہیں ہے بلکہ "کسی کو مستقل، واجب بالذات مان کر اس کے لئے عاجزی و انکساری کا اظہار کرنا،

ادب کرنا، آداب بجالانا، عبادت کھلاتا ہے۔

اگر کسی کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار تو کیا جائے، اس کا ادب تو کیا جائے لیکن مستقل اور واجب بالذات سمجھ کر نہیں بلکہ مخلوق اور غیر مستقل سمجھ کر تو یہ ادب اور عاجزی کا اظہار تعظیم تو کھلائے گا عبادت نہ کھلائے گا۔
چند مثالیں اسی بات کی وضاحت کے لئے پیش خدمت ہیں۔

(۱)۔ نماز میں ہم ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو کر ادب کرتے ہیں۔ اللہ کا اسے مستقل، واجب بالذات مان کر اس لئے نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا عبادت کھلائے گا۔

اپنے باپ، استاد، پیر و مرشد کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو کر ادب کیا جاتا ہے مخلوق سمجھ کر، غیر مستقل سمجھ کر اس لئے یہ فعل عبادت نہیں کھلائے گا بلکہ تعظیم کھلائے گا۔

(۲)۔ نماز میں رکوع کے بعد ہاتھ کھلے چھوڑ کر ہم ادب کرتے ہیں اللہ کا اسے مستقل اور واجب بالذات مان کر اس لئے نماز میں ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہونا عبادت کھلائے گا۔

قومی ترانہ جب سنایا جاتا ہے تو لوگ ہاتھ چھوڑ کر قومی ترانہ کا ادب کرتے ہیں مخلوق سمجھ کر، غیر مستقل سمجھ کر اس لئے یہ فعل عبادت نہیں بلکہ تعظیم سمجھا جائے گا۔

(۳)۔ ملائکہ کرام خداوند قدوس کو سجدہ کرتے ہیں مستقل، واجب بالذات مان کر معبود سمجھ کر اس لئے یہ سجدہ عبادت کھلاتا ہے۔

انہی فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو بھی سجدہ کیا تھا۔ لیکن معبود

سمجھ کر نہیں بلکہ اللہ کی مخلوق اور اس کا محبوب سمجھ کر، مستقل اور واجب بالذات سمجھ کر نہیں بلکہ غیر مستقل اور ممکن بالذات سمجھ کر سجدہ کیا تھا۔ اس لئے یہ عبادت کی بجائے تعظیم کہلاتا ہے۔ معلوم ہوا عبادت کا معنی "محض عاجزی و انکساری" یا "عاجزی کی انتہاء" نہیں بلکہ وہ "عاجزی اور ادب ہے جو کسی کو مستقل اور معبود سمجھ کر کیا جائے۔"

(ضروری نوٹ):- ہماری شریعت میں مخلوق کو تعظیسی سجدہ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے سجدہ تعظیسی کے حرام ہونے پر ایک بہترین رسالہ تحریر فرمایا ہے ارباب ذوق اس کا مطالعہ فرمائیں۔

شُرک فی الذات

شُرک فی الذات یہ ہے کہ کسی کی ذات کو اللہ تعالیٰ جیسا تسلیم کیا جائے۔ خدا کی قسم ہم اہل سنت نہ تو شرک فی العبادت کے رودار ہیں نہ ہی شرک فی الذات کے اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے کل مخلوق حتیٰ کہ محبوب رب العالمین، رحمۃ العالمین ﷺ بھی ممکن الوجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں جب کہ نبی کریم ﷺ سمیت ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے۔

شُرک فی الصفات

شُرک فی الصفات یہ ہے کہ کسی میں اللہ تعالیٰ جیسی کوئی صفت ماننا۔ یہاں بھی حلفاً اعلان کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت بھی مخلوق میں قطعاً تسلیم نہیں کرتے۔ مخالفین یہاں یہ کہہ دیتے ہیں کہ ٹھیک ہے تم اہل سنت نہ تو

محبوبان خدا کی عبادت کرتے ہو نہ ہی ان کو خداوند قدوس جیسا مانتے ہو لیکن خدائی صفات کو تو تم بہر حال انبیاء و اولیاء میں تسلیم کرتے ہو۔ مثلاً علم غیب خدائی صفت ہے تم انبیاء میں یہ صفت تسلیم کرتے ہو، حاضر ناظر ہونا، مشکل کشا ہونا، داتا ہونا، یہ بھی خدائی صفات ہیں اور تم اہل سنت نبی اقدس ﷺ کے لئے علم غیب بھی تسلیم کرتے ہو، حاضر ناظر اور مشکل کشا بھی۔ سید علی الجویری کو تو تم علی الاعلان "داتا صاحب" کہتے ہو۔ اس لئے "شُرک فی الصفات" کے بہر حال تم مرتکب ہوتے ہو۔ مخالفین کا یہ الزام بھی سراسر دھوکا ہے۔ وہ صرف لفظی اشتراک کی وجہ سے ہمیں "شُرک فی الصفات" کا مرتکب قرار دیتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ بسا اوقات خالق و مخلوق کے لئے لفظ تو ایک ہی استعمال کیا جاتا ہے لیکن شُرک صرف اس وقت لازم آئے گا جب معنی میں برابری تسلیم کی جائے۔ اگر معنی میں برابری نہ ہو تو محض اشتراک لفظی سے شُرک لازم نہیں آئے گا۔ مثلاً

۱۔ اللہ بھی زندہ ہے اور ہم بھی زندہ ہیں۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ اور معنی کے اعتبار سے زندہ ہے اور ہم اور معنی کے اعتبار سے اللہ خود بخود زندہ ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے زندگی ملنے پر، وہ زندہ ہونے میں کسی کا محتاج نہیں جب کہ ہم زندہ ہونے، زندہ رہنے میں اللہ کے محتاج ہیں۔ اس لئے محض لفظی اشتراک سے شُرک لازم نہیں آئے گا۔

۲۔ سمیع، بصیر ہونا خداوند قدوس کی صفت ہے۔ ارشاد ربانی ہے "انہ هو السميع البصیر" (پارہ ۱۵۔ بنی اسرائیل ۱)

ترجمہ:- بے شک وہ سمیع بصیر (سننا دیکھتا) ہے۔ یہی الفاظ انسان کے لئے بھی بیان ہوئے ہیں۔

انا خلقنا الانسان من نطفه امشاج نبتليه فجعلنه سميعا بصيرا۔ (پارہ ۲۹۔ الدھر ۲)

ترجمہ:- بے شک ہم نے انسان کو ملی ہوئی منی سے پیدا کیا تاکہ ہم اسے جانیں پھر اسے سمیع بصیر (سننا دیکھتا) بنا دیا۔

اگرچہ یہاں بھی ایک ہی لفظ خالق و مخلوق کے لئے ارشاد ہوا ہے۔ لیکن چونکہ معنی میں برابری نہیں اس لئے شرک بھی لازم نہ آئے گا خداوند قدوس سمیع بصیر ہونے میں کسی کا محتاج نہیں جب کہ انسان اس صفت میں بھی اللہ کا محتاج ہے کہ وہ اللہ کے بنائے بغیر سمیع بصیر نہیں بنا۔

۳۔ روف رحیم ہونا بھی خدا کی صفت ہے ارشاد ربانی ہے

ان الله بالناس لرؤف رحيم۔ (پارہ ۲ البقرہ ۱۲۳)

ترجمہ:- بیشک خدا لوگوں پر بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کے لئے بھی یہی الفاظ بیان ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمومنين رؤف رحيم۔ (پارہ ۱۱ التوبہ ۱۲۸)

ترجمہ:- لوگو تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آیا ہے۔ اس پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے۔ تمہاری بھلائی کا حریص ہے اور ایمانداروں پر بڑا مہربان رحم فرمانے والا ہے۔

یہاں بھی چونکہ معنی میں برابری نہیں۔ اللہ تعالیٰ روف رحیم ہونے میں کسی کا محتاج نہیں۔ جب کہ نبی اکرم ﷺ اس صفت میں بھی اللہ کے محتاج ہیں۔ اس لئے محض خالق و مخلوق پر ایک ہی لفظ کے اطلاق سے شرک لازم نہیں آئے گا۔

۴۔ لفظ ولی کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر بھی ہوا ہے۔ رسول اکرم ﷺ پر بھی اور کامل ایمان والوں پر بھی۔ رب العزت ارشاد فرماتا ہے

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا۔ (پارہ ۶ المائدہ ۵۵)
ترجمہ:- بیشک اللہ بھی تمہارا ولی (دوست، مددگار) ہے اس کا رسول بھی اور (کامل) ایمان والے بھی۔

اس آیت کریمہ میں اگرچہ اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ اور کامل ایمان والوں کو ہمارا ولی کہا گیا ہے۔ لیکن صرف لفظی اشتراک کی وجہ سے شرک لازم نہیں آئے گا۔ کیونکہ جس طرح اللہ ہمارا ولی ہے۔ بالکل اسی طرح انبیاء و اولیاء ہمارے ولی نہیں ہیں۔ اللہ ہمارا ولی ہے ذاتی طور پر۔ انبیاء و اولیاء ہمارے ولی ہیں عطائی طور پر، چونکہ معنی میں برابری نہیں ہے اس لئے شرک بھی لازم نہیں آئے گا۔

۵۔ لفظ "شہید" اللہ تعالیٰ کے لئے قرآن حکیم میں بیان ہوا ہے اور یہی لفظ رسول اکرم ﷺ کے لئے بھی۔

ارشاد ربانی ہے

ان اللہ کان علی کل شیئی شہیدا۔ (پارہ ۲۲ الاحزاب ۵۵)
ترجمہ:- بیشک اللہ ہر چیز پر حاضر ناظر ہے۔ (ترجمہ مولوی ثناء اللہ امرتسری صفحہ ۵۱۰)

ویکون الرسول علیکم شہیدا۔ (پارہ ۲ البقرہ ۱۲۳)

ترجمہ: اور یہ رسول تمہارے گواہ (حاضر ناظر) ہوں گے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ حاضر ناظر ہونے میں کسی کا محتاج نہیں جب کہ رسول اکرم ﷺ اس صفت میں بھی اللہ کے محتاج ہیں اس لئے شرک لازم نہ آئے گا۔

قرآن حکیم میں "لفظی اشتراک" کی مزید کئی مثالیں موجود ہیں۔ لیکن ہمیں امید ہے کہ مذکورہ چند مثالوں ہی سے آپ پر یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہو گا کہ نبی اکرم ﷺ کے لئے علم غیب ماننے سے آپ کو حاضر ناظر اور مشکل کشا تسلیم کرنے سے شرک لازم نہیں آتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کسی صفت میں بھی کسی کا محتاج نہیں۔ جب کہ رسول اکرم ﷺ ہر ہر صفت اور ہر ہر کمال میں اپنے پروردگار کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت ذاتی ہے اور نبی اکرم ﷺ کی ہر ہر صفت عطائی۔

داتا
مخالفین حضرت سید علی ہجویری کو "داتا صاحب" کہنے پر بھی شرک کا فتویٰ صادر کرنے میں اور کہتے ہیں کہ داتا فقط اللہ کی ذات ہے۔ کسی مخلوق کو "داتا" کہنا بہت بڑا شرک ہے۔ ان علم کے یتیموں کو اتنا بھی علم نہیں کہ لفظ "داتا" عربی زبان کا لفظ ہی نہیں یہ تو ہندی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں (۱) دینے والا، سخی، فیاض۔ (۲) رزاق، خدا۔ (۳) درویش فقیر، سائیں۔ (فیروز اللغات اردو جامع صفحہ ۶۰۵)

درویش، فقیر کے معنی میں خدا کو داتا کہنا کفر ہے۔ ہاں دینے والا، سخی، فیاض اور رزاق کے معنی میں اللہ تعالیٰ واقعی داتا ہے۔ لیکن لفظ "داتا" سے لفظ "رب" کے اعتبار سے بھی زبردست ہے اور لفظ کے اعتبار سے بھی۔ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے لفظ "رب" "مخلوق کے لئے بھی استعمال فرمایا ہے۔ سورۃ یوسف میں ہے کہ جب جیل میں حضرت یوسف علیہ السلام سے

بادشاہ کے "ساقی" اور "باورچی" نے خوابوں کی تعبیر پوچھی تھی تو آپ نے خوابوں کی تعبیر بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔

یصا حبی السجن اما احد کما فیسقی ربہ خمرًا۔ (پارہ ۱۲۔ یوسف ۲۱)

ترجمہ:- اے میرے جیل کے دو ساتھیو۔ بہر حال تم میں سے پہلا اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلایا کرے گا۔

یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کو "ساقی" کا "رب" سمجھ دیا۔ اللہ بھی رب ہے اور بادشاہ کو بھی "رب" سمجھا گیا۔ لفظ اگرچہ خالق و مخلوق کے لئے ایک بیان ہوا پھر بھی شرک نہ بنے گا اس لئے کہ معنی میں برابری ہیں۔ پالتا اللہ بھی ہے پالتا بادشاہ بھی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو پالنے کے لئے کسی سے کچھ لینا نہیں پڑتا۔ جب کہ بادشاہ غلاموں کو پالتا بعد میں ہے پہلے اس کو دوسروں سے لینا پڑتا ہے۔ کسی سے ٹیکس لیتا ہے کسی سے جرمانہ کسی سے نذرانہ۔

اسی طرح ایک "داتا" اللہ ہے ایک "داتا" لاہور والا۔ لفظ اگرچہ ایک ہے دیتا وہ بھی ہے دیتا یہ بھی ہے۔ لیکن معنی میں زمین آسمان سے بھی زیادہ کافرق ہے۔ اللہ بھی دیتا ہے لیکن اسے دینے کے لئے کسی سے لینا نہیں پڑتا۔ جب کہ لاہور والی سرکار اللہ سے لیتی جاتی ہے مخلوق کو دیتی جاتی ہے۔

ایک صاحب مجھے کہنے لگے کہ کیا قرآن میں اللہ کے علاوہ کسی اور کے دینے کا بھی ذکر ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں جنت میں وہی جائے گا جو مصطفیٰ کریم ﷺ کو داتا مانے گا۔ ارشاد ربانی ہے

لوانہم رضوا ماتہم اللہ ورسولہ و قالوا حسبنا اللہ سیوتینا

اللہ من فضلہ و رسولہ انا الی اللہ راغبون۔ (پارہ ۱۰۔ التوبہ ۵۹)
ترجمہ:- کیا اچھا ہوتا کہ اللہ اور رسول نے جو کچھ بھی انہیں دیا تھا اس پر وہ راضی
رہتے اور کہتے کہ اللہ ہمارے لئے کافی ہے وہ اپنے فضل سے ہمیں اور بہت کچھ
دے گا اور اس کا رسول بھی ہم پر عنایت فرمائے گا ہم اللہ ہی کی طرف نظر جمائے
ہوئے ہیں۔ (ترجمہ۔ مودودی صاحب)

ایک وہابی عالم۔ علامہ وحید الزمان کی ایک تحریر کا آزاد ترجمہ پیش خدمت
ہے۔ پڑھیے اور اہل سنت کے موقف کی حقانیت کی داد دیجئے۔

متاخرین میں سے ہمارے کچھ بھائیوں نے تشدد کا راستہ اختیار کیا اور اسلام
کے دائرہ کو تنگ کر دیا ہے۔ مکروہ یا حرام کاموں کو شرک قرار دیا ہے۔ اگر ایسا
کرنے والوں کی غرض اس سے شرک عملی یعنی شرک اصغر ہے یا بطور سد ذرائع
کے ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے ورنہ وہ غلو کرنے والا اور دین میں تشدد
کرنے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے دین میں غلو نہ کرو دین میں شدت ان
خارجیوں کی نشانی ہے جو دین سے نکل گئے تھے اور عہد کو توڑنے والے تھے۔

اب ہم ان امور کو اجمالاً بیان کرتے ہیں اور ہماری غرض صرف یہ ہے کہ
ہم اپنے اہل حدیث بھائیوں کو غلطی میں پڑنے سے بچائیں اور اللہ تعالیٰ ہی بچانے
والا ہے اور سیدھے راستہ کی ہدایت فرمانے والا ہے۔

نمبر ۱:- متشددین کہتے ہیں کہ مشکلات اور قضاء حاجات میں مدد کرنا انبیاء و اولیاء کی
شان نہیں ہے خواہ اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کے اذن، اس کے حکم، اس کی رضا
اور اس کی قضاء کے مطابق ہی کیوں نہ اعتقاد رکھا جائے اور جو شخص بھی یہ عقیدہ
رکھتا ہے پس وہ مشرک ہے۔

یہ بات درست نہیں ہے اس لئے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کے حکم، اس کی قضاء اور اس کے ارادہ سے لوگوں کی امداد فرماتے ہیں نہ کہ اپنے ذاتی اختیار اور قدرت سے۔ اور لوگ بھی ایک دوسرے کی مدد کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و نافرمانی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو"۔ (پ ۶ المائدہ ۲)

اور فرماتا ہے "اور اگر وہ تم سے دین کے معاملہ میں مدد طلب کریں تو تم پر مدد کرنا فرض ہے" (پ ۱۰ انفال ۷۲)

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "مدد فرمائیے گا تمہاری تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشان والے ہیں" (پ ۴ آل عمران ۱۲۵)

اور حضرت ذوالقرنین نے فرمایا "تم میری مدد کرو جسمانی مشقت سے" (پ ۱۶ الکھف ۹۵)

اور حدیث ابدال میں ہے "میری امت میں تیس افراد ابدال ہیں ان کے وسیلہ سے زمین قائم ہے انہی کے وسیلہ سے تمہیں بارش عطا ہوتی ہے اور انہی کے وسیلہ سے تم مدد کئے جاتے ہو" اور حدیث حسان میں ہے "اے اللہ حسان کی تائید روح القدس کے ذریعہ فرما"۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے "جب تم میں سے کسی کا جانور کسی جنگل میں چھوٹ جائے تو اسے چاہیے کہ یوں پکارے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو"۔

اگر کوئی شخص یہی اعتقاد انبیاء اور صالحین کی ازواج کے متعلق رکھے تو اس سے اللہ کے ساتھ شرک لازم نہیں آئے گا بلکہ ملائکہ اور زندہ لوگوں کے ساتھ شرک (لازم آئے گا) اور اس سے شرک اکبر کس طرح لازم آئے گا؟

بہر حال اس اعتقاد کا غلط یا بدعت ہونا امر آخر ہے (بعد از وصال انبیاء کرام اولیاء کاملین کا مدد فرمانا ثابت ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام شب معراج نمازوں کی تحفیف کا سبب بنے۔) (بخاری شریف۔ اسعد)

اور یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مسئلہ شرک میں زندوں اور مردوں کے مابین فرق کرنا واضح مغالطہ ہے۔ اس لئے کہ زندہ اور مردہ حتیٰ کہ ملائکہ کرام بھی غیر اللہ ہونے میں برابر ہیں ہاں اللہ تعالیٰ نے زندوں اور مردوں کے مابین "سماع اجابت" کا فرق بیان فرمایا ہے ارشاد ربانی ہے "زندے اور مردے برابر نہیں ہیں" مفسرین نے فرمایا ہے کہ مومن اور کافر برابر نہیں ہیں۔ پس ہر وہ چیز جس کا ملائکہ سے طلب کرنا شرک ہے اسی کام کو زندہ اور مردہ انسانوں سے طلب کرنا بھی شرک ہو گا اور جو چیز ملائکہ سے طلب کرنا شرک نہیں اس کا زندہ اور مردہ انسانوں سے بھی طلب کرنا شرک نہیں ہو سکتا۔ اور یہ چیز تو ممکن ہی نہیں کہ ایک چیز مردہ شخص سے طلب کرنا تو شرک ہو لیکن وہی چیز زندہ شخص سے طلب کرنا شرک نہ ہو۔ اب جس شخص کی فہم صرف اتنی ہو وہ عقائد کے متعلق کس طرح گفتگو کر سکتا ہے؟

سوال :- زندہ انسانوں سے جو چیز مانگی جاتی ہے اگر کوئی شخص وہی چیز بتوں سے مانگے گا تو شرک ہو گا (معلوم ہوا کہ مسئلہ شرک میں زندہ اور مردہ انسان کا فرق ہے) جواب :- بتوں کا معاملہ جدا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے پہنچنے، ان کو توڑنے اور جلادینے کا حکم دیا ہے پس جو شخص ان بتوں سے کسی بھی چیز کا سوال کرتا ہے گویا ان کی تعظیم کرتا ہے اور یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ انبیاء کرام، ملائکہ، نیک بندوں اور وہ شعائر جن کی حرمت ہمارے دین میں باقی ہے ان کے علاوہ

مشرکوں کے معبودوں کی ادنیٰ تعظیم بھی شرک ہے۔ انبیاء اولیاء کی ارواح مقدسہ بتوں کے قبیل سے نہیں ہیں بلکہ یہ تو جنس ملائکہ سے ہیں بلکہ ان سے بھی معزز ہیں پس ان کو ملائکہ پر قیاس کرنا چاہیئے نہ کہ بتوں پر جو کہ پلید ہیں۔ پس اگر کوئی یہ کہتا ہے یا میکائیل ہماری زمین پر اللہ کے حکم سے بارش نازل فرما یا جبرائیل میرے دل میں اللہ کے حکم سے فلاں چیز ڈال تو کیا یہ شخص بھی متشدین کے ہاں مشرک قرار پالے گا؟

ہاں وہ قبر جو مٹی اور پتھر سے بنی ہے اگر کوئی شخص اسے پوجنا شروع کر دے تو یہی قبر ایسے شخص کے حق میں بت قرار پا جائے گی۔ پھر اگر اس نے اس قبر سے کوئی چیز مانگی تو اس کا حکم بھی وہی ہوگا جو بتوں سے مانگنے والے کا ہوگا۔ جہاں تک صاحب قبر کا تعلق ہے اس کا حکم الگ ہے۔ کہاں پتھر اور کہاں پرندہ۔ نمبر ۲:- متشدین کہتے ہیں کہ جب لوگ انبیاء و صلحاء میں سے کسی کی قبر کو چومنا شروع کر دیں اس کو ہاتھ لگانا یا اس کے گرد طواف کرنا شروع کر دیں تو اس قبر کا حکم بت کے حکم جیسا ہے اور اس کو گرا دینا اس کو کھودنا اور اس کی اہانت واجب ہے۔ متشدین اپنے قول پر نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ "اے اللہ میری قبر کو ایسا بت نہ بنا دینا جس کی عبادت کی جائے"۔ ہم کہتے ہیں کہ شارع نے انبیاء و صالحین کی قبور کی تعظیم ہمارے دین میں باقی رکھی ہے پس ان کی قبور کی تحقیر و توہین جائز نہیں۔ ہاں لوگوں کو ان (ممنوعہ) کاموں سے روکا جائے گا۔

اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ اگر عوام کعبۃ اللہ کو، یا حجر اسود، یا صفا، مروہ کو معبود بنا لیں تو کیا ان کو کھودنا، توڑنا اور ان کی توہین کرنا جائز ہوگا؟ دناء والی

حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کی قبر انور کو بتوں کی طرح نہ بنائے کہ جس طرح بتوں کی عبادت کی جاتی ہے ویسے ہی قبر انور کی بھی عبادت نہ شروع ہو جائے۔ اس حدیث کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ لوگوں کی عبادت سے قبر انور بھی بت بن جائے گی۔ مومن کس طرح یہ تصور کر سکتا ہے کہ (معاذ اللہ) نبی اکرم ﷺ کی قبر انور پلید ہے۔ باوجودیکہ بت پلید ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "بجو پلیدی سے یعنی بتوں سے اور جھوٹی بات سے بچو"

(ہدیۃ الہدی ص ۲۶، ۲۷، ۲۸)

نوٹ:- علامہ وحید الزمان نے ہدیۃ الہدی کے صفحہ ۱۲ سے لیکر صفحہ ۳۹ تک جو "شُرک" کی بحث کی ہے وہ ساری کی ساری قابل مطالعہ ہے اگرچہ بعض مقامات پر علامہ کی تحقیق سے اختلاف بھی کیا جاسکتا ہے۔

علامہ وحید الزمان کی مندرجہ بالا تحقیق سے روز روشن کی طرح معلوم ہو گیا کہ الحمد للہ ہم اہل سنت و جماعت مومن ہیں مشرک نہیں ہیں۔ (۱)
قبل اس کے کہ ہم اس گفتگو کو ختم کریں چند دیوبندی علماء کے ارشادات بھی آپ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں جن سے واضح ہو جاتا ہے کہ الحمد للہ اہل سنت مشرک نہیں ہیں۔

(۱):- فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں ہے

سوال نمبر ۳۳:- میرا دادا اب مولوی حشمت علی لکھنوی رضا خانی فرقہ کا مرید ہو گیا ہے اور اس کا یہ خیال ہے اور خوب نعرہ لگاتا ہے یا رسول اللہ، یا علی مشکل کشا اور کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء کو غیب کا علم ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور ﷺ کو عطا فرمادیں۔ دین و دنیا کی

سب نعمتوں کو دینے والا خدا ہے اور بانٹنے والے حضور ﷺ اور یہ بھی کہتا ہے کہ جب ہم اپنے گھر جاتے ہیں اور گھر میں کوئی نہیں ہوتا تو ہم رسول اللہ ﷺ پر سلام بھیجتے ہیں اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی روح مقدس ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہے۔ آپ فرمائیں میرا داماد کافر ہے یا نہیں اگر کافر ہے تو اس کا نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟

الجواب:- مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے متعلقین کو کافر کہنا صحیح نہیں بلکہ ان کے کلام میں تاویل ہو سکتی ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۱۴۲۔ مرتبہ مفتی محمد شفیع صاحب

(نوٹ):- اس جواب میں اگرچہ مذکورہ عقائد کو تسلیم نہیں کیا گیا لیکن صراحتاً یہ کہہ دیا گیا ہے مولانا احمد رضا خاں اور ان کے متعلقین کو کافر کہنا ہرگز ہرگز درست نہیں ہے۔

(۲):- تھانوی صاحب کہتے ہیں

ایک شخص نے پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں۔ فرمایا (حضرت حکیم الامت مدظلہم العالی نے) ہاں ہم ان کو کافر نہیں کہتے۔ اگرچہ وہ ہمیں کہتے ہیں ہمارا تو مسلک یہ ہے کہ کسی کو کافر کہنے میں بڑی احتیاط چاہیئے اگر کوئی حقیقت میں کافر ہے اور ہم نے نہ کہا تو کیا حرج ہوا اور اگر ہم نے کافر کہا اور حقیقت حال اس کے خلاف ہے تو یہ بہت خطرناک بات ہے ہم تو قادیانیوں کو بھی کافر نہیں کہتے تھے اور وہ ہمیں کہتے تھے۔ ہاں اب جب کہ ثابت ہو گیا کہ وہ مرزا صاحب کی رسالت کے قائل ہیں تب ہم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ یہ تو کفر صریح ہے اس کے سوا ان کی تمام باتوں کی تاویل کر لیتے تھے

گو وہ تاویلیں بعید ہی ہوتی تھیں۔ ہم بریلی والوں کو اہل ہوا کہتے ہیں اہل ہوا کافر نہیں۔ ہاں ایک مسئلہ علم غیب ہمارے اور ان کے درمیان ایسا متنازعہ فیہ ہے کہ اس میں اثبات صفت باری تعالیٰ غیر کیلئے لازم آتی ہے مگر ان کی تاویل قادیانیوں کے اقوال کی تاویل سے زیادہ دشوار نہیں اور اب تو سنا ہے کہ وہ علم غیب کو جناب رسول اللہ ﷺ کیلئے ثابت تو کرتے ہیں مگر علم باری تعالیٰ کی طرح علم محیط نہیں ثابت کرتے بلکہ ان کی حد مانتے ہیں "الی ان یدخل اهل الجنة الجنة و اهل النار النار" اگر یہ صحیح ہے تو شرک ثابت بھی نہیں ہوتا کیونکہ صفت خاص باری تعالیٰ علم محیط ہے علم محدود نہیں تو اب ہم میں اور ان میں خلاف ایک امر میں رہا کہ وہ واقع ہوا یا نہیں یعنی یہ علم "الی ما یدخل اهل الجنة الجنة و اهل النار النار" حضور کو دیا گیا یا نہیں۔

ہم کچھ نہیں دیا جانائی نفسہ ممکن ہے مگر وقوع اس کا شریعت سے کہیں ثابت نہیں اور وہ کہتے ہیں ثابت بھی ہے ہمارے نزدیک وہ تمام دلیلیں اس وقوع کی جو وہ پیش کرتے ہیں ناتمام ہیں اور ان کے مدعا کو ثابت نہیں کرتیں تو زائد سے زائد الزام ان پر یہ رہا کہ انہوں نے ایسی بات کو مان لیا جو شرعی دلیل سے ثابت نہیں اور یہ شان مبتدع کی ہے نہ کافر کی۔ (قصص الکابر لمصنع الاساغر ص ۲۵۲-۲۵۳)

نوٹ:- ہمارے پاس اس دعویٰ پر مندرجہ ذیل دلیل موجود ہے۔

"طارق بن شہاب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ نبی مکرم ﷺ نے (ایک دن) کھڑے ہو کر ہمیں خبریں دینا شروع فرمائیں تو مخلوقات کی ابتداء سے لیکر جنتیوں کے جنت جانے اور دوزخیوں

کے دوزخ داخل ہو جانے تک سب کچھ بیان فرما دیا۔" (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۵۳)

اس حدیث کی شرح میں محدثین کرام نے یہی لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مخلوقات کی ابتداء سے لیکر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور جہنمیوں کے جہنم میں جانے تک سب کچھ بیان فرما دیا اور یہ نبی اکرم ﷺ کا بہت بڑا معجزہ ہے۔ (عمدة القاری ج ۱۵ ص ۱۱۰۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱۱ ص ۴۔ اشعة اللمعات ج ۴ ص ۴۴۴۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج ۵ ص ۲۵۰۔ فتح الباری شرح بخاری ج ۶ ص ۲۹۰)۔

(۳)۔ تھانوی صاحب کہتے ہیں

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ سبکل کہنے کو تو علم کی ترقی ہو رہی ہے مگر حقیقت میں جہل کا بازار گرم ہے ہر شخص مجتہد اور محقق بنا ہوا ہے جس کو دیکھو مفسر، مفتی، محدث بن رہا ہے کتنے بڑے ظلم کی بات ہے۔ اسی وجہ سے یہ حالت ہو رہی ہے کہ جہاں کسی سے ذرا سی کوئی بات خلاف نفس ہوئی اور کفر کا فتویٰ لگا دیا گیا۔ کتنی سخت بات ہے ایک شخص نے مجھ سے پوچھا تھا کہ ایک شخص حضور ﷺ کے علم غیب کا قائل ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ میں نے کہا جو شخص علم بلا واسطہ کا قائل ہے وہ تو کافر ہے اور جو علم بواسطہ کا قائل ہے یعنی خدا کی عطا کے واسطہ کا وہ کافر نہیں اگرچہ وہ علم محیط ہی کا قائل ہو گو یہ اعتقاد کذب تو ہے مگر ہر کذب تو کفر نہیں۔ (افاضات یومیہ ج ۸ ص ۶۵۔ مطبوعہ ملتان)

(نوٹ)۔ ہم اہلسنت نبی اکرم ﷺ کیلئے "علم محدود" مانتے ہیں جس طرح کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے علم محیط کے تو ہم بھی قائل نہیں۔